Research Journal Ulum-e-Islamia

Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index

ISSN:2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)

E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 30, Issue: 02 (July-December) 2023

Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

مرض الموت میں طلاق کے احکام ومسائل، ایک فقہی جائزہ

Rulings and problems of divorce in death, a jurisprudential review

Nazia Atta

Ph. D Scholar, Department of Islamic Culture, Govt. Sadiq Collage Women University, Bahawal Pur, Pakistan Email:naziaatta51@gmail.com

Dr.Hafiza Bareera Hameed

Lecturer, Department of Islamic Studies, The Govt. Sadiq Collage Women University, Bahawal Pur, Pakistan Email:bareera.hameed@gscwu.edu.pk

Orcid.org/0000-0003-4511176X

A person has the right to dispose of his wealth. And he can do this disposal whether he is in a state of health or in a state of illness, but according to their nature, the order of dispositions made in a state of health and in a state of illness is not the same, because the patient's The willpower is weak and as a result of the dispositions made in the state of illness, the heirs and creditors may be harmed. It should be borne in mind that if a person is afflicted with a disease which usually causes death; But this disease does not pose much threat to his health, nor is the disease progressing; Rather, he lives for many years in spite of this disease, so in this case such a man's death will begin when his health deteriorates greatly and he dies in that condition. There are different opinions among the jurists about whether it happens or not, or what its effects are.

Keywords: Rulings, problems, divorce, death, jurisprudential

مرض الموت سے مراد ایسا مرض ہے جس میں ہلاک ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔اور وہ ہلاکت موت سے ہو، بیماری سے ہو یا کسی دیگر سبب جیسا کہ قتل، پانی میں ڈوبنے سے، آگ میں جلنے وغیرہ سے۔ صحت اللہ ربّ العزّت کی بہت بڑی نعمت ہے اور دنیا کا ہر انسان صحت والی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ لیکن کئی طرح کی بیماریاں وعوارض انسان کی اس خواہش کے راستے کی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ابتدائے دنیا سے ہر ذی روح چیز کو صحت و مرض دونوں حالتوں کا سامنا رہا ہے۔ عصر حاضر میں جو کہ ٹیکنالوجی کا دور ہے اور انسانی زندگی ایک مشینی زندگی بن کر رہ گئی ہے، جس کی وجہ سے بہت ساری بیماریوں (جسمانی، روحانی، اعصابی، ذہنی) میں اضافہ ہوا ہے۔ ٹیکنالوجی کی جدید سہولیات کے

ساتھ ساتھ مہلک امراض بھی بڑھتے جارہے ہیں۔اور بہت سے امراض ایسے ہیں جیسا کہ ایڈز، کینسر،تپ دق،دمہ وغیرہ جن میں یقینی طور پر ہلاکت کا خدشہ ہوتا ہے تو ان حالات میں اکثر مریض اپنی موت کی یقینی کے باعث موت سے پہلے کچھ فیصلے کرتے ہیں جن کے اثرات ان کے ورثاء پر مرتّب ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک مرض الموت میں دی گئی طلاق ہے۔ان تمام مسائل کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے کہ مرض الموت میں طلاق کے احکام و مسائل کا فقہی جائزہ لیا جائے۔

انسان کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اور وہ یہ تصرف خواہ حالت صحت میں کرے یا حالت مرض میں، لیکن اپنی نوعیت کے اعتبار سے حالت صحت اور حالت مرض میں کیے گئے تصرفات کا حکم یکساں نہیں ہے، کیونکہ مریض کی قوّت ارادی کمزور ہوتی ہے اور اس کے مرض کی حالت میں کیے گئے تصرفات کے نتیجے میں وارثوں اور قرض دہندگان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔اسی طرح مرض الموت میں دی گئی طلاق کا اثر عورت کی وراثت پر پڑتا ہے۔مریض کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ یا اس کے کیا اثرات ہیں،اس بارے میں فقہاء کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔مقالہ ہذا میں عورت کی میراث سے متعلق تمام فقہاء کی آراء کو بیان کیا گیا ہے۔

طلاق کا لغوی مفہوم:

طلاق کے لغوی معنی "**ترک**" اور "**مفارقت**" کے ہیں اور اس کا مادہ "**طلق**" ہے، جس سے لفظ "**اطلاق**" ماخوذ ہے۔

امام سرخسی کے مطابق:

امام سرخسی اپنی کتاب "**المبسوط**" میں طلاق کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فِي اللُّغَةِ عِبَارَةٌ عَنْ إزَالَةِ الْقَيْدِ"[1]

"لغت میں طلاق کے معنی ازالۃ القید ہیں (یعنی قید سے رہائی اور چھٹکارا)۔"

اصطلاح شریعت میں طلاق مخصوص الفاظ کے ساتھ اس قید کو اٹھا دینے کا نام ہے جو نکاح سے قائم ہو۔

حنفی فقہاء کے نزدیک طلاق کی تعریف:

ابن ہمام کے نزدیک:

ابن ہمام نے اپنی کتاب "**فتح القدیر**" میں طلاق کی تعریف اس طرح بیان کی ہے:

"وَفِي الشَّرْعِ رَفْعُ قَيْدِ النِّكَاحِ بِلَفْظٍ مَخْصُوصٍ وَهُوَ مَا اشْتَمَلَ عَلَى مَادَّةِ ط ل اق صَرِيحًا كَأَنْتِ طَالِقٌ أَوْ كِنَايَةً كَمُطْلَقَةٍ بِالتَّخْفِيفِ وَهِجَاءِ طَالِقٍ بِلَا تَرْكِيبٍ كَأَنْتِ طَالِقٌ عَلَى مَا سَيَأْتِي وَغَيْرِهِمَا كَقَوْلِ الْقَاضِي فَرَّقْت بَيْنَهُمَا"[2]

"اور شریعت میں قیدِ نکاح کو مخصوص لفظ کے ساتھ ختم کرنا اور اس میں مادہ "طلاق" واضح طور پر شامل ہوتا ہے۔جیسے تو طالقہ ہے، یا کنایتا جیسے تو مطلقہ ہے یا کسی دوسرے ذریعے مثلا قاضی کے حکم سے ان دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے۔"

عبدالغنی المیدانی حنفی کے نزدیک:

عبدالغنی المیدانی نے اپنی کتاب "اللباب فی شرح الکتاب" میں لکھا ہے:

"وهو لغة:رفع القيد،لكن جعلوه في المرأة طلاقاً،وفي غيرها إطلاقاً،ولذا كان"أنت مطلقة"بالتشديد صريحاً،و"مطلقة"بالتخفيف كناية.وشرعاً: رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص"[3]

"لغت میں قید نکاح کو ہٹانا، لیکن انہوں نے اسے عورتوں میں طلاق بنا دیا، اور اس کے علاوہ کہ "تم طلاق یافتہ" ہوتا کید کے ساتھ، اور تخفیف کے ساتھ قید نکاح کو فی الفور یا بالنتیجہ اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔"

ابن نجیم مصری کے نزدیک:

ابن نجیم مصری نے اپنی کتاب "البحر الرائق" میں لکھا ہے:

"فَالْحَدُّ الصَّحِيحُ قَوْلُنَا رَفْعُ قَيْدِ النِّكَاحِ حَالًا أَوْ مَآلًا بِلَفْظٍ مَخْصُوصٍ فَخَرَجَ بِقَيْدِ النِّكَاحِ"[4]

"ہمارا صحیح قول یہ ہے کہ مخصوص الفاظ کے ساتھ قید نکاح کو فی الفور یا بالنتیجہ اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔"

ابن عابدین حنفی اپنی کتاب "**رد المحتار على الدر المختار**" میں لکھتے ہیں:

"رَفْعُ قَيْدِ النِّكَاحِ (فِي الْحَالِ) بِالْبَائِنِ (أَوْ الْمَآلِ) بِالرَّجْعِيِّ (بِلَفْظٍ مَخْصُوصٍ) هُوَ مَا اشْتَمَلَ عَلَى الطَّلَاقِ"[5]

"مخصوص الفاظ کے ساتھ طلاق بائن یا طلاق رجعی کے ذریعے قید نکاح اٹھانے دینے کو طلاق کہا گیا ہے۔"

اسی طرح "کنز الدقائق"[6]، ملتقی الابحر[7] میں طلاق کی تعریف:

"هُوَ رَفْعُ الْقَيْدِ الثَّابِتِ شَرْعًا بِالنِّكَاحِ"

"طلاق عبارت ہے رفع قید نکاح سے جو شرعاً ثابت ہو۔"

سے کی گئی ہے، اور قید نکاح سے مراد وہ شرعی احکام ہیں جو صحیح نکاح کی صورت میں زوجین پر لاگو ہوتے ہیں، مثلاً حق حبس، حق انتفاع اور حق نفقہ وغیرہ۔

دیگر مذاہب میں طلاق کی تعریف:

مالکی مذہب میں طلاق کی تعریف:

"الطَّلَاقُ صِفَةٌ حُكْمِيَّةٌ تَرْفَعُ حِلِّيَّةُ مُتْعَةِ الزَّوْجِ بِزَوْجَتِهِ"[8]

"طلاق ایک فیصلہ کن صلاحیت ہے جو خاوند کی بیوی سے تمتع حاصل کرنے کو ختم کر دیتی ہے۔"

شافعی مذہب میں طلاق کی تعریف:

"حَلُّ عَقْدِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ"[9]

"لفظ طلاق کے استعمال سے عقدِ نکاح کی تحلیل یا اس کی مثل۔"

حنبلی مذہب میں طلاق کی تعریف:

"وهو حل قيد النكاح أو بعضه"[10]

"قید نکاح کی تحلیل یا اس کا بعض۔"

امامیہ مذہب میں طلاق کی تعریف:

"الطلاق: ازالة قيد النكاح بصيغة طالق وشبهها"[11]

"طلاق: طلاق وغیرہ کی صورت میں نکاح کے بندھن کو ختم کرنا۔"

زیدیہ مذہب میں طلاق کی تعریف:

"الطلاق:قول مخصوص او ما فی معناه يرتفع به النكاح او ينثلم"[12]

"طلاق: ایک مخصوص قول یا اس کے معنی میں کوئی چیز جو نکاح کو ختم کرتی ہے۔"

مذہب حنفی کے علاوہ دوسرے فقہی مذاہب میں جو تعریفات بیان ہوئی ہیں، وہ شرعی طور پر درست ہیں مگر ان تمام میں جامعیت کا پہلو مفقود ہے۔ طلاق کی تعریف میں رفعِ قیدِ نکاح کے ساتھ مخصوص الفاظ ("مخصوص الفاظ" کا مطلب یہ ہے کہ وہ الفاظ طلاق کے لیے صریح ہوں، مثلاً "میں نے تجھے طلاق دی۔") یا کنایہ (کنایہ" سے مراد ہے کہ وہ الفاظ طلاق کے لیے صریح نہ ہوں، مگر قرینہ ایسا ہو کہ ان الفاظ سے طلاق مراد لی جاسکتی ہو بشرطیکہ ان الفاظ سے طلاق دینے کی نیت کی گئی ہو۔ مثلاً شوہر اپنی زوجہ سے کہے "تو مجھ پر حرام ہے" یا "عدّت شمار کر) کی قید لگانا ضروری ہے۔

مرض الموت میں طلاق:

مرض الموت کی حالت میں دی گئی طلاق سے متعلق احکام و مسائل کا تذکرہ نہ قرآن حکیم میں کیا گیا ہے اور نہ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں۔ لیکن صحابہ کرام کے چند آثار و فتاویٰ جات میں اس کا ذکر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ فقہاء کرام نے بھی انہی فتاویٰ جات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے مزید احکام و تفصیلات مرتّب کی ہیں۔

مرض الموت کی تعریف اور شرائط:

مجلہ احکام العدلیہ کی دفعہ 1995 میں مرض الموت کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

"مَرَضُ الْمَوْتِ هُوَ الْمَرَضُ الَّذِي يَعْجَزُ الْمَرِيضُ فِيهِ عَنْ رُؤْيَةِ مَصَالِحِهِ الْخَارِجَةِ عَنْ دَارِهِ إنْ كَانَ مِنْ الذُّكُورِ وَيَعْجَزُ عَنْ رُؤْيَةِ الْمَصَالِحِ الدَّاخِلَةِ فِي دَارِهِ إنْ كَانَ مِنْ الْإِنَاثِ,وَالَّذِي يَكُونُ فِيهِ خَوْفُ الْمَوْتِ فِي الْأَكْثَرِ وَيَمُوتُ,وَهُوَ عَلَى ذَلِكَ الْحَالِ قَبْلَ مُرُورِ سَنَةٍ سَوَاءٌ كَانَ مُلَازِمًا لِلْفِرَاشِ,أَوْ لَمْ يَكُنْ,وَإِذَا امْتَدَّ مَرَضُهُ,وَكَانَ دَائِمًا عَلَى حَالٍ وَاحِدٍ وَمَضَى عَلَيْهِ سَنَةٌ يَكُونُ فِي حُكْمِ الصَّحِيحِ,وَتَكُونُ تَصَرُّفَاتُهُ كَتَصَرُّفَاتِ الصَّحِيحِ مَا لَمْ يَمْتَدَّ مَرَضُهُ وَيَتَغَيَّرْ حَالُهُ أَمَّا إذَا اشْتَدَّ مَرَضُهُ,وَتَغَيَّرَ حَالُهُ وَتُوُفِّيَ قَبْلَ مُضِيِّ سَنَةٍ فَيُعَدُّ مَرَضُهُ اعْتِبَارًا مِنْ وَقْتِ التَّغْيِيرِ إلَى الْوَفَاةِ مَرَضَ مَوْتٍ"[13]

"مرض الموت وہ بیماری ہے جس میں مریض اگر وہ مرد ہو تو اپنے گھر سے باہر کی ضروریات کو نہیں دیکھ سکتا، اور اگر وہ عورت ہو تو گھر کے کام کاج سے عاجز ہو، اور اسی طرح اسے موت کا بہت زیادہ خوف ہو، اور اس کی یہ حالت سال گزرنے سے پہلے ہو، خواہ وہ بستر تک محدود ہو یا نہ ہو، اور اگر اس کی بیمار طول پکڑ گئی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے اور اس کے بعد ایک سال گزر گیا تو وہ تندرست شخص کے حکم میں ہو گا، اور اس کے تمام تصرفات مثل تندرست شخص کے ہوں گے۔ اور اگر اس کی حالت بدل گئی اور اس کی بیماری نے ایک سال گزرنے سے پہلے شدّت پکڑ لی، تو حالت بدلنے سے لے کر موت کے وقت تک اس کا اعتبار مرض الموت کے طور پر کیا جائے گا۔ (مجلہ میں بیان شدہ یہ تعریف مالی معاملات سے متعلق ہے 'اس کا اطلاق مناکحات کے باب میں نہیں کیا جاتا)۔

مجمع الانہر میں داماد آفندی لکھتے ہیں:

"الْحَالَةُ الَّتِي يَصِيرُ بِهَا الرَّجُلُ فَارًّا بِالطَّلَاقِ وَلَا يَنْفُذُ تَبَرُّعَهُ فِيهَا) أَيْ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ (إلَّا مِنْ الثُّلُثِ مَا يَغْلِبُ فِيهَا الْهَلَاكُ) أَيْ خَوْفُهُ"[14]

"وہ صورت جس میں آدمی طلاق دے کر ورثہ سے فرار چاہتا ہو تو وہ نافذ نہیں ہو گی، یعنی اس حالت میں، مگر تہائی حصہ کے جو غالب ہو اس ہلاکت میں، یعنی خوف ہو۔"

فقہ کی کتابوں میں حالت مرض کی طلاق کو تعبیر کیا گیا ہے ایسی حالت سے جس میں ہلاکت کا خدشہ ہو اور شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس کو وراثت سے محروم کرنا چاہتا ہو۔

غایۃ الاوطار میں لکھا ہے:

"مرض الموت کا مفہوم یہ ہے کہ اس میں ہلاکت کا یقین ہو اور مریض اپنی بیماری سے اتنا عاجز ہو کہ اس بیماری کی وجہ سے مرد گھر سے باہر کے معاملات نبٹانے سے قاصر ہو اور عورت اپنی اس بیماری کے باعث گھریلو کام کرنے سے معذور ہو۔"[15]

مرض الموت کی شرائط:

- مرض میں موت کا غالب امکان موجود ہو۔
- مریض کے دماغ میں اس مرض سے مرجانے کا خدشہ ہو۔[16]
- مرض کے سبب مرد یا عورت اپنے گھریلو یا عام امور کو کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔[17] مثال کے طور پر مریض مرد مرض کے سبب اپنے گھر سے باہر نہ جا سکے اور مریضہ گھریلو کام کرنے سے قاصر ہو۔

مدّت مرض الموت:

فقیہ حضرات نے مرض کی نوعیت کے لحاظ سے مرض کی مدّت کے بارے میں بیان کیا ہے کہ سل اور فالج کے امراض بڑھتے جائیں تو مرض کی حالت شمار ہو گی، مگر جب بیماری ایک حالت میں رک جائے (یعنی آگے نہ بڑھے) تو علمائے فقہ کے مطابق اس کو حالت مرض نہیں سمجھا جائے گا۔[18]

میراث ثابت ہونے کی شرطیں:

طلاق فرار میں عورت کے لیے ثبوت میراث کی درج ذیل شرائط ہیں:

- شوہر اس بیماری سے درست نہ ہو اور کچھ مدّت بعد مرجائے۔
- بیماری ایسی خوفناک ہو کہ اس پر پابندی لگا دی گئی ہو۔
- طلاقِ بائن حقیقی ہمبستری کے بعد ہوئی ہو، اگر دخول سے پہلے ہو گئی ہو اگرچہ خلوت صحیحہ ہو گئی ہو تو پھر شوہر کو فار نہیں شمار کیا جائے گا اور بیوی میراث کی وراث نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس طلاق سے عدّت سے واجب نہیں ہوتی اور عدّت کا واجب ہونا حنفیہ اور ان کے موافقین کے ہاں احتیاط کے پیشِ نظر ہے۔ نسب کی محافظت کے لیے اور میراث حق مالی ہے احتیاط سے ثابت نہیں ہوتا۔
- طلاق بیوی کی رضامندی کے بغیر ہوئی ہو یعنی شوہر کی طرف سے ہو نہ کہ بیوی کی چاہت اور اس کی وجہ سے، اگر بیوی کی رضامندی سے طلاق ہوئی تو اس کے لیے میراث ثابت نہ ہو گی اور نہ ہی شوہر فار شمار ہو گا۔ اسی بناء پر اگر طلاق تملیک یا تخییر کی

وجہ سے ہوئی، یعنی شوہر بیوی سے کہے اختیار یا خلع کر لے اور اس کے بدلے میں اسے مال دے دے، اسی طرح قاضی کے فیصلے سے تفریق ہو گی یا شوہر میں کسی عیب کی وجہ سے، پھر عورت عدّت میں ہو اور وہ مر جائے تو عورت وارث نہ ہو گی کیونکہ میراث کے حق کو باطل کرنے میں اس کی رضا پائی گئی۔

- بوقت طلاق زوجہ اپنے شوہر کی میراث حاصل کرنے کی اہلیت بھی رکھتی ہو اور یہ اہلیت موت تک برقرار رہے۔ اگر طلاق کے وقت وہ میراث کی اہل نہیں یعنی وہ کتابیہ تھی اور شوہر مسلمان تو اس کے لیے میراث ثابت نہ ہو گی کیونکہ صفت فرار متحقق نہیں اور اگر طلاق کے وقت مسلمان تھی پھر موت سے پہلے اس اہلیت سے نکل گئی اور مرتد ہو گئی تو بھی وارث نہ ہو گی، اس لیے کہ ارتداد کی وجہ سے اس سے میراث کا حق ساقط ہو گیا۔ اور جمہور کے ہاں اسلام لانے کے بعد اسے یہ حق نہیں ملے گا کیونکہ یہ ساقط لوٹتا نہیں۔ اور مالکیہ کے ہاں امام فرماتے ہیں: اگر ارتداد کے بعد وہ دوبارہ مسلمان ہو گئی پھر اس کی عدّت میں شوہر مرا تو وہ وارث ہو گی کیونکہ مرض کے دوران مطلقہ ہے، لہذا یہ مرتد نہ ہونے کی مشابہ ہو گئی۔[19]

مریضہ عورت کی طرف سے مرض الموت میں فرقت:

اگر فرقت اور جدائی عورت کی جانب سے ہو اور وہ حالت مرض الموت میں ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں ہلاکت یقین ہو تو اسے شوہر کی میراث سے فارّۃ قرار دیا جائے گا اور شوہر وارث ہو گا۔ اگر وہ عدّت میں مر گئی تو عورت اس سے وارث نہ ہو گی۔ اگر وہ اس کی عدّت میں مر گیا اگر بیوی نے جدائی سے شوہر کے حق کو باطل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کا ارادہ اسی پر رد کر دیا جائے گا اور شوہر کے لیے میراث ثابت ہو گی۔[20]

مرض الموت میں طلاقِ رجعی کا اثر میراث پر:

تمام فقہائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مریض شخص نے مرض الموت میں اپنی زوجہ کو رجعی طلاق دی اور اس کی عدّت کے دوران وہ انتقال کر گیا تو اس عورت کو شوہر کی میراث سے حصہ ملے گا، کیونکہ بوجہ رجعی طلاق نکاح باقی تھا اور چونکہ نکاح باقی تھا اس لیے زوجین پر نکاح کے احکام مرتّب ہوں گے۔[21]

مرض الموت میں طلاقِ بائن کا اثر میراث پر:

مرض الموت میں دی گئی طلاقِ بائن کے سبب مطلقہ کی میراث سے متعلق آئمہ کرام کی مختلف آراء ہیں:

حنفی فقہاء کے نزدیک:

بدایۃ المجتہد میں ہے:

"وَأَمَّا الْمَرِيضُ الَّذِي يُطَلِّقُ طَلَاقًا بَائِنًا وَيَمُوتُ مِنْ مَرَضِهِ، فَإِنَّ مَالِكًا وَجَمَاعَةً يَقُولُ: تَرِثُهُ زَوْجَتُهُ"[22]

"اور اگر مریض نے طلاق بائن دی اور وہ اسی مرض میں مر گیا تو امام مالک اور ایک جماعت نے کہا کہ اس کی بیوی اس کی وارث ہو گی۔"

حنفی مذہب کی رو سے اگر کسی مرد نے مرض الموت میں اپنی زوجہ کو طلاقِ بائن دی اور پھر اسی بیماری کی وجہ سے عورت کی عدّت کے دوران وہ فوت ہو گیا تو وہ عورت اپنے شوہر کی میراث کی حقدار ہو گی۔ اور اگر اس کا انتقال عدّت گزرنے کے بعد ہوا تو پھر عورت کو وارثت نہیں ملے گی۔

امام محمد کا قول:

امام محمد اپنی کتاب مؤطا میں امام مالک سے حسب ذیل روایت بیان کرتے ہیں:

"أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ بَعْدَ مَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا"[23]

"امام مالک نے ہم کو خبر دی، ہمیں خبر دی امام زہری نے، حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ (عبد الرحمن بن عوف) نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ مریض تھے، پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان کی بیوی کو) وارث بنایا، اس کی عدّت ختم ہونے کے بعد۔"

حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان نے عدّت پوری ہونے کے بعد وراثت دینے کا حکم دیا تھا۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس شخص کا وصال عدّت ختم ہونے کے بعد ہوا تھا۔ احناف کے نزدیک اس اثر کا یہ مطلب ہے کہ حضرت عثمان نے وراثت کا فیصلہ عدّت گزرنے کے بعد کیا تھا۔ امام محمدؒ اس روایت کے بعد بیان کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک عورت کو وارث اس وقت قرار دیا جائے گا جب اس کی عدّت کے دوران مرد فوت ہو، لیکن اگر وہ عدّت ختم ہونے کے بعد فوت ہوا تو پھر عورت کو وراثت نہیں دی جائے گی۔ اس کے ثبوت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق ثلاثہ دی۔

"عَنْ شُرَيْحٍ،أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَيْهِ،فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا وَهُوَ مَرِيضٌ:أَنْ وَرِّثْهَا مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا،فَإِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ،فَلا مِيرَاثَ لَهَا"[24]

"حضرت شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر آدمی نے اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دی اور وہ مریض تھا: تو وہ عورت عدّت کے دوران وارث ہوگی، پس عدّت گزرنے کے بعد (یعنی عدّت گزر چکی ہو) وارث نہ ہوگی۔"

امام محمد لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور عام فقہاء کا بھی یہی قول ہے۔[25]

امام سرخسی کا قول:

صاحب "المبسوط" رقمطراز ہیں:

"وَإِذَا طَلَّقَ الْمَرِيضُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، أَوْ وَاحِدَةً بَائِنَةً، ثُمَّ مَاتَ، وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ، فَلَا مِيرَاثَ لَهَا مِنْهُ فِي الْقِيَاسِ وَفِي الِاسْتِحْسَانِ تَرِثُ مِنْهُ لِاتِّفَاقِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ"[26]

"جب مریض نے اپنی عورت کو تین یا ایک یا بائن طلاق دی، پھر مر گیا، وہ (عورت) عدّت میں ہو تو قیاس کی رو سے وہ عورت میراث کی حقدار نہیں، لیکن بطور استحسان وارث ہوگی۔ مگر ہم نے بوجہ اصحاب رسول ﷺ کے اتفاق کے حقّ وراثت کو اختیار فرمایا (کیونکہ) اجماع صحابہ کے سبب قیاس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔"

امام مالک کا قول:

المدوّنہ میں ہے:

"قَالَ مَالِكٌ: كُلُّ طَلَاقٍ وَقَعَ فِي مَرَضٍ فَالْمُبَارَأَةُ لِلْمَرْأَةِ إِذَا مَاتَ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ وَبِسَبَبِهِ كَانَ ذَلِكَ لَهَا"[27]

"امام مالک کہتے ہیں: ہر وہ طلاق جو بیماری کی وجہ سے ہو عورت وارث ہو گی، جب وہ (شوہر) اسی بیماری میں مرا ہو۔"

امام شافعیؒ کے اقوال:

مریض کی طلاق اور زوجہ کی وراثت سے متعلق امام شافعیؒ کے دو اقوال پائے جاتے ہیں:

1۔ پہلا یہ ہے کہ بیوی وارث ہو گی کیونکہ مرد کی مثال ایک قاتل کی ہے۔ بنابریں اس کا فعل نتیجے کے اعتبار سے بے اثر رہے گا اور عورت ورثہ سے محروم نہ ہو گی۔

2۔ دوسرا یہ کہ اگر مرد نے بحالت مرض الموت بائن طلاق دی اور پھر اسی بیماری میں فوت ہو گیا تو زوجہ کو وراثت نہیں ملے گی۔ وجہ یہ ہے کہ نکاح باقی نہیں رہا، اس لیے عورت وارث نہیں ہو گی۔ [28]

امام احمد بن حنبلؒ کا قول:

مجمع الانہر میں ہے:

"لِابْنِ أَبِي لَيْلَى وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَأَبِي عُبَيْدٍ فَإِنَّهَا تَرِثُ عِنْدَهُمْ بَعْدَ الْعِدَّةِ مَا لَمْ تَتَزَوَّجْ بِآخَرَ" [29]

"ابن ابی لیلیٰ، امام احمد بن حنبل، اسحاق اور ابو عبید کہتے ہیں اگر شوہر اسی بیماری میں مرا ہو تو زوجہ کو میراث ملے گی، اگرچہ عدّت گزر چکی ہو بشرطیکہ اس نے دوسرے مرد سے نکاح نہ کیا ہو۔"

لیکن

"وَعَنْ مَالِكٍ وَاللَّيْثِ وَإِنْ تَزَوَّجَتْ بِأَزْوَاجٍ (وَرِثَتْ)" [30]

"اور مالک اور لیث کے حکم پر، خواہ وہ بہت سے شوہروں سے شادی کر لے (وراثت میں ملے)۔"

یعنی اگر عورت نے دوسری شادی کر لی تو بھی وہ وراثت کی مستحق ہو گی اور اس کو وراثت دی جائے گی۔"

وجہ اختلاف:

اس مسئلہ میں امام احمد یہ دلیل دیتے ہیں کہ دوسرے نکاح کی وجہ سے زوجہ اپنے پہلے شوہر کی وراثت کی حقدار نہیں ہو گی۔ کیونکہ وہ میراث کی حقدار حقّ زوجیت کی بناء پر تھی، اب جبکہ دوسرے نکاح کی وجہ سے ان دونوں (متوفی مرد اور عورت) کے درمیان حق زوجیت ختم ہو گیا۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عورت ایک وقت میں دو آدمیوں کی بیوی ہے۔

اور امام مالک یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ شوہر طلاق دے کر زوجہ کی میراث سے فرار چاہتا ہے، اس لیے اس کی بیوی اگرچہ وہ کسی اور سے شادی کر لے پھر بھی پہلے شوہر کی وراثت سے حصہ پائے گی، بہ سبب اس کے کہ شوہر نے اس کو میراث سے محروم کرنے کے لیے طلاق دی۔

ظاہریہ مسلک کے نزدیک:

فقہاء ظاہریہ مرض الموت کی حالت میں کیے گئے تصرفات کو تندرست شخص کے تصرفات کی مانند خیال کرتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ انسان عاقل ہو اور صحیح الحواس ہو۔ ظاہریہ کہتے ہیں کہ مرض الموت میں دی گئی طلاق بائن کے سبب عورت کو وراثت نہیں ملے گی، خواہ اس انسان (طلاق دینے والے) کی موت اسی مرض اور عورت کی عدّت کے دوران ہی ہو جائے۔

چنانچہ فقہ ظاہریہ کے مبلّغ امام ابن حزم اپنی کتاب "المحلیٰ" میں لکھتے ہیں:

"وَطَلَاقُ الْمَرِيضِ كَطَلَاقِ الصَّحِيحِ، وَلَا فَرْقَ – مَاتَ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ أَوْ لَمْ يَمُتْ مِنْهُ – فَإِنْ كَانَ طَلَاقُ الْمَرِيضِ ثَلَاثًا، أَوْ آخِرَ ثَلَاثٍ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يَطَأَهَا فَمَاتَ، أَوْ مَاتَتْ – قَبْلَ تَمَامِ الْعِدَّةِ أَوْ بَعْدَهَا – أَوْ كَانَ طَلَاقًا رَجْعِيًّا فَلَمْ يَرْتَجِعْهَا – حَتَّى مَاتَ أَوْ مَاتَتْ بَعْدَ تَمَامِ الْعِدَّةِ، فَلَا تَرِثُهُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ، وَلَا يَرِثُهَا أَصْلًا"[31]

"بیمار کی طلاق صحیح طلاق کی طرح ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کی موت اس مرض سے ہوئی ہے یا نہیں، اگر مریض کی طلاق تین تھی یا آخری تین، یا اس سے ہمبستری کرنے سے پہلے مر گیا، یا وہ مر گئی۔-عدت پوری ہونے سے پہلے یا بعد میں-یا یہ رجعی طلاق تھی-حتیٰ کہ وہ عدت پوری ہونے کے بعد فوت ہو گیا، اس لیے وہ اس میں سے کسی میں بھی اس کی وارث نہیں ہے، اور وہ اس سے ہرگز میراث نہیں پاتا۔"

مام ابن حزم آگے چل کر لکھتے ہیں:

"وَصَحَّ أَنَّ الْمَبْتُوتَةَ فِي الْمَرَضِ، أَوْ الْمُطَلَّقَةَ فِيهِ، لَمْ يَطَأْهَا لَا مِيرَاثَ لَهُمَا أَصْلًا.
وَكَذَلِكَ الْمُطَلَّقَةُ طَلَاقًا رَجْعِيًّا فِي الْمَرَضِ إذَا لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتَّى مَاتَ فَلَا مِيرَاثَ لَهَا – وَحَتَّى لَوْ أَقَرَّ عَلَانِيَةً أَنَّهُ إنَّمَا فَعَلَ ذَلِكَ لِئَلَّا تَرِثَهُ، وَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ، لِأَنَّهُ فَعَلَ مَا أُبِيحَ لَهُ مِنْ الطَّلَاقِ الَّذِي قَطَعَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ الْمُوَارَثَةَ بَيْنَهُمَا، وَقَطَعَ بِهِ حُكْمَ الزَّوْجِيَّةِ بَيْنَهُمَا"[32]

"اور یہ صحیح ہے کہ جو بیماری میں مبتلا تھی یا اس سے طلاق ہو گئی اس نے اس سے ہم بستری نہیں کی تو ان کی کوئی میراث نہیں۔
اسی طرح رجعی طلاق یافتہ عورت کو بیماری کے دوران اگر اس نے اس سے رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ اس کی موت ہو جائے تو اس کی کوئی وراثت نہیں ہے خواہ وہ اسے کھلے عام تسلیم کرلے کہ اس نے صرف اس لیے کیا کہ وہ اس سے میراث نہ پائے، اور اس میں کوئی قصور نہیں (مریض کا)۔ کیونکہ طلاق خدا کے نزدیک ایک مباح فعل ہے۔اس سے وراثت منقطع ہو جاتی ہے اور حقوق زوجیت باقی نہیں رہتے۔"

ابن حزم اسی کے تحت مزید لکھتے ہیں:

"وَكَذَلِكَ إنْ طَلَّقَ وَهُوَ مَوْقُوفٌ لِلْقَتْلِ فِي حَقٍّ أَوْ بَاطِلٍ أَوْ لِلرَّجْمِ فِي زِنًى، وَلَا فَرْقَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ نَصٌّ قَطُّ بَيْنَ طَلَاقِ هَؤُلَاءِ وَبَيْنَ غَيْرِهِمْ بِفَرْقٍ"[33]

"اسی طرح اگر وہ گرفتاری میں طلاق دے یا اس کو قتل یا رجم کیا جا رہا ہو تو زوجہ وارث نہیں ہو گی۔ کیونکہ کسی نص میں اس انسان اور اس جیسے کسی دوسرے انسان کی طلاق میں فرق نہیں۔"

تجزیہ:

آئمہ اربعہ اور ظاہریہ مسلک کی آراء کا تجزیہ کرنے کے بعد نتیجتاً یہ ثابت ہوا کہ فقہ ظاہریہ کے پیروکار مرض الموت میں دی گئی طلاق کے مسئلے میں اصحابِ رسول ﷺ کے فتاویٰ جات سے صرف نظر کرتے ہیں۔ اور باقی آئمہ کرام کی یہ دلیل بھی قبول نہیں کرتے کہ عورت کو طلاق وراثت سے محروم کرنے کے لیے دی گئی ہے۔اس سے متعلق مسلک ظاہریہ یہ کہتے ہیں کہ مریض کی طلاق چونکہ واقع ہو جاتی ہے چنانچہ اس کے اثرات خود بخود مرتّب ہو جائیں گے۔

سوال یہ ہے کہ طلاق کے نتائج مرتّب ہونے کے لیے اگر عقل کا ہونا کافی ہے تو پھر وہ انسان جس کو قتل کے لیے یا پھر رجم و سنگسار کے لیے لے جایا جارہا ہو تو اس شخص کے نزدیک چند لمحوں کا مہمان ہونے اور عقل رکھنے کے باوجود طلاق کی وجہ وراثت سے محروم کرنے کے اور کیا ہو سکتی ہے؟

جو فقہاء مرض الموت کی طلاق میں وراثت کے قائل ہیں ان کے نظریہ کی بنیاد یہ اصول ہے کہ ہلاکت کا ظن غالب ہو، مرض الموت کی حالت ہو یا کوئی اور وجہ، ان حالات میں شوہر کے بیوی کو طلاق دینے کی اصل وجہ وراثت سے محروم کرنا ہے، یعنی وہ اپنی وراثت سے بیوی کو محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے فقہاء ایسی طلاق کو "طلاق الفار" کہتے ہیں۔ یعنی ایسے انسان کی طلاق جو زوجہ کی وراثت سے فرار چاہتا ہو، لہذا اسی بناء پر فقہاء کے نزدیک وراثت سے متعلق ایسی طلاق کا اعتبار نہیں ہوگا۔

جب کوئی شخص اپنی زوجہ کو مرض الموت میں اس کی رضا کے بغیر طلاق دے اور وقتِ طلاق سے لے شوہر کی موت تک زوجہ اپنے شوہر کی وارث تھی تو وہ عورت شوہر کی وفات کے بعد دورانِ عدّت شوہر کی وارث ہو گی۔[34]

خاص نکتہ:

مرض الموت کی طلاق اور وراثت سے متعلق احکام و مسائل سے متعلق یہ یاد رہے کہ زوالِ نکاح شوہر کی جانب سے ہو، یعنی علیحدگی شوہر کی طرف سے ہو اور جس مرض میں طلاق دی جائے وہ مرض الموت ہو اور اہلیت وراثت موت تک باقی ہو۔ اگر عورت نے بذات خود جدائی حاصل کی یعنی خلع کے ذریعے یا پھر طلاق کا مطالبہ کیا تو اس کو میراث نہیں ملے گی اور میراث سے متعلق اس کا حق ساقط تصور کیا جائے گا۔ مثلاً ایک عورت نے خلع کی صورت میں اپنے شوہر سے طلاق حاصل کی یا پھر شوہر نے اس کو طلاق کا اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا) یعنی خود پر طلاق واقع کرلی) تو اس کو میراث نہیں ملے گی، اگرچہ شوہر مرض الموت میں مبتلا ہو اور عورت کی عدّت کے دوران اس کا انتقال ہو جائے۔[35]

خلاصہ بحث:

مرض الموت سے مراد وہ بیماری ہے جس میں انسان اپنے معمول کے کاموں پر عمل کرنے سے قاصر رہتا ہے اور اس میں موت غالب آجاتی ہے اور ایک سال گزرنے سے پہلے اسی حالت میں مرجاتا ہے۔ اور پھر مرض الموت کی بیماری کے حکم میں وہ صورتیں جن میں انسان کو موت کا خطرہ لاحق ہو اور جن میں موت غالب ہو، اگرچہ وہ بیمار نہ ہو، جیسے آگ لگنے، ڈوبنے، جنگ میں محصور ہونے کے واقعات اور دوسرے ان رویوں کی سنگینی کے پیش نظر جو بیماری کے دوران نقصان کے شبہ کے خوف سے پیش آتے ہیں، اس قسم کے رویے پر فقہاء اور شرعی مفسرین نے بہت زیادہ توجہ دلائی ہے، خاص طور پر چونکہ یہ وارثوں کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ چونکہ مرض الموت میں طلاق دینے کی صورت میں عورت کی وراثت پر اثر پڑتا ہے اور طلاق کی صورت میں اس کو وراثت سے محروم ہونا پڑتا ہے اس بارے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک مرض الموت میں دی گئی طلاق کے نتیجے میں عورت اگر عدّت میں ہے تو وارث ہو گی اور اگر عدّت گزر چکی ہو تو وہ وراثت سے محروم ہو گی، جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک عدّت ختم ہونے کے بعد بھی عورت وارث ہو گی کیونکہ مرد نے طلاق کے ذریعے اس کو وراثت سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اگر عورت نے خود طلاق کی خواہش کی یا پھر خلع حاصل کی تو وہ وراثت کی حقدار نہیں ہو گی خواہ شوہر اس کی عدّت کے دوران ہی انتقال کر جائے کیونکہ زوالِ نکاح مرد کی جانب سے نہیں بلکہ عورت کی جانب سے تھا۔

سفارشات:

مرض الموت میں دی گئی طلاق کے وقوع سے متعلق حنفی مسلک قرین صواب مسلک ہے، اس کے مطابق قانون بنانا مناسب ہوگا۔

---

[1] Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad, Al-Mabsùt (Beìrut: Dár al-Márfa'a, 414 AH-1993 AD), 6/2.

السرخسی، محمد بن أحمد، المبسوط (بیروت: دار المعرفۃ، 414ھ--1993م)، 2/6

[2] Ibn-e-Hammám, Kamál al-Din Muhammad, Fateh al-Qadìr (Dár al-Fikr, AD), 3/463

ابن ہمام، کمال الدین محمد، فتح القدیر (دار الفکر، س ن)، 463/3

[3] ‘Abd al-Ghani al-Maìdani Hanafi, Aĺ-Labab fi Sharh al-Kitab (Lebanòn: Al-Maqtabah al-‘Elamiýa, Beìrut, 2017), 3/37

عبد الغنی المیدانی حنفی، اللباب فی شرح الکتاب (لبنان: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، س ن)، 37/3

[4] Ibn Najaìm Zàin al-Dìn Ibn Ibrahim, Al-Bahr al-Ràiq Shrah Kunz al-Daqàyq (Dàr al-Kitab al-Islàmi, AD), 3/252

ابن نجیم زین الدین بن ابراھیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق (دار الکتاب الاسلامی، س ن)، 252/3

[5] Ibn ‘Abidín, Muhamad Amín bin ‘Umar bin ‘Abd Al-‘Aziz, Rad ‘al-Muhtàr ‘Ali al-Dur al-Mukhtar, (Beírut: Dàr al-Fikr, Al-Tabàh: 1412 AH-1992 AD), 3/227

ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار، (بیروت: دار الفکر، الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ--1992م)، 227/3

[6] ‘Uthmàn bin ‘Ali bin Muhjan al-Bara'i, Tabayín al-Haqaíq Sharh Kunz al-Daqaýq wa Hashiya al-Shilbi', (Cairo: Al-Matabah Al-Kubra Al-Amiriýah, Al-Tabàh: Al-Ulwa, 1313 AH), 2/188

عثمان بن علي بن محجن البارعي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، (القاهرہ: المطبعۃ الکبری الأمیریۃ، الطبعۃ: الأولی، 1313ھ)، 188/2

[7] Ibrahím bin Muhammad bin Ibrahím al-Halabi, Majma al-Anhar fi Sharh Multaqi al-Bahr (Lebanon, Beírut: Dàr al-Kutub al-'Elamiya, al-Tabbah: Al-Awla, 1419 AH-1998 AD), 1/3

إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (لبنان، بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1419ھ-1998م)، 3/1

[8] Al-Maliki, Shams al-Din Abu Abd Allah Muhammad, Muhabeh al-Jalil fi Sharh al-Khalil (Dar al-Fikr, Al-Tabbah: 1412 AH - 1992 AD), 4/18

المالكي، شمس الدين أبو عبد الله محمد، مواهب الجليل في شرح مختصر خليل (دار الفكر، الطبعة: الثالثة، 1412ھ--1992م)، 18/4

[9] Al-Shafi'i, Shams al-Din, Muhammad bin Ahmed al-Khatib al-Sharbini, Mughni al-Muthaghat il-Marifa ma'ani Al-Faz al-Manhaj (Dar al-Kutub Al-Elamiya, al-Tabbah: Al-Awla, 1415 AH - 1994 AD), 4/455

الشافعي، شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني، مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج (دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1415ھ--1994م)، 455/4

[10] Sharaf al-Din, Musa ibn Ahmad ibn Musa, Al-Persuasion in the Fiqh of Imam Ahmad ibn Hanbal (Beirut, Lebanon: Dar al-Marifah, S.N.), 4/2

شرف الدين، موسى بن أحمد بن موسى، الإقناع في فقه الإمام أحمد بن حنبل (بيروت، لبنان: دار المعرفة، س ن)، 2/4

[11] محمد حسن نجفی، جواہر الکلام (مؤسسۃ التاریخ العربی، س ن)، 271/5

[12] Muhammad Hasan Najafi, Jawahar Al-Kalam (Massisat al-Tarikh al-Arabi, S.N.), 5/271

عبداللہ بن مفتاح، علامہ، المنتزع المختار من الغیث المدرار (مؤسسۃ الامام زید بن علی، 1929ء)، 381/2

[13] A committee composed of several scholars of jurisprudence in the Caliphate of the Ottoman Empire, Journal of Al-Ahkam al-Adliyya (Karachi: Noor Muhammad, Factory of Trade Books, Aram Bagh, 1/314)

لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانية، مجلة الأحكام العدلية (کراتشی: نور محمد، کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، س ن)، 314/1

[14] Damad Effendi, Abd al-Rahman bin Muhammad, Majma al-Anhar fi Sharh Multaqi al-Bahr (Dar Ihyaya al-Trath al-Arabi, AD), 1/427

داماد أفندي، عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (دار إحياء التراث العربي، س ن)، 427/1

[15] Alauddin Hasafaki, (Translator) Khuram Ali Sahib, Ghayayat al-Awtar Urdu Translation in Al-Mukhtar (Muttaba Siddiqi Bareilly, 1288 AH). 2/155

علاءالدین حصفکی،(مترجم)خرم علی صاحب،غایۃالاوطاراردوترجمہ درالمختار(مطبع صدیقی بریلی،1288ھ)۔155/2

[16] Damad Effendi, Al-Anhar Mosque, 1/427

داماد آفندی،مجمع الانہر،427/1

[17] Ibn Hammam, Kamal al-Din Muhammad, Fateh al-Qadeer (Dar al-Fikr, 155), 3/15

ابن ہمام،کمال الدین محمد،فتح القدیر(دارالفکر،س ن)،155/3

[18] Ibn Abidin, Muhammad Amin Ibn Umar, Rid al-Muhthar Ali al-Dur al-Mukhtar (Beirut: Dar al-Fikr, Al-Tabbah: Al-Ashda, 1412 AH - 1992 AD), 2/435

ابن عابدین،محمدأمین بن عمر،ردالمحتار علی الدرالمختار(بیروت:دارالفکر،الطبعۃ:الثانیۃ،1412ھ--1992م)،435/2

[19]Wahba Al-Zahili, Al-Daktor, Al-Fiqh al-Islami wa Daltah (Karachi: Darul Ash'at Urdubazar, 2012), 5/326

وھبہ الزحیلی،الدکتور،الفقہ الاسلامی وادلتہ(کراچی:دارالاشاعت اردوبازار،2012ء)،326/5

[20] Wahbah Al-Zahili, Al-Fiqh al-Islami wa Dalta, 5/327

وھبہ الزحیلی،الفقہ الاسلامی وادلتہ،327/5

[21] Ibn Hammam, Fatah al-Qadahr, 3/150

ابن ہمام،فتح القدہر،150/3

[22] Ibn Rushd, Abu al-Walid Muhammad ibn Ahmad, Bayada al-Mujtahid wa Nayah al-Muqtasad (Cairo: Dar al-Hadith, Date of publication: 1425 AH - 2004 AD), 3/102

ابن رشد،أبوالولید محمد بن أحمد،بدایۃالمجتھد ونھایۃالمقتصد(القاہرہ:دارالحدیث،تاریخ النشر:1425ھ--2004م)،102/3

[23] Malik bin Anas bin Malik, Mu'ta Malik in the narration of Muhammad bin Al-Hasan Al-Shaybani (Scientific Library, S.N.), Hadith No. 575

مالک بن أنس بن مالک،موطأمالک بروایۃ محمد بن الحسن الشیباني(لمکتبۃالعلمیۃ،س ن)،حدیث نمبر575

[24] Malik bin Anas bin Malik, Mu'ta Malik, Narrated by Muhammad bin Al-Hasan Al-Shaybani, Hadith No. 576

مالك بن أنس بن مالك، موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني، حديث نمبر576

[25] Malik bin Anas bin Malik, Mu'ta Malik, Narrated by Muhammad bin Al-Hasan al-Shaybani, 1/94

مالك بن أنس بن مالك، موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني، 94/1

[26] Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad, Al-Mabusut (Beirut: Dar al-Marfa'a, 414 AH-1993 AD), 6/155

السرخسي، محمد بن أحمد، المبسوط (بيروت: دار المعرفة، 414ه--1993م)، 155/6

[27] Malik bin Anas bin Malik, Al-Maduna (Dar al-Kutub al-Al-Alamiya, al-Tabba: al-Awla, 1415 AH - 1994 AD), 2/254

مالك بن أنس بن مالك، المدونة (دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1415ه--1994م)، 254/2

[28] Al-Shirazi, Abu Ishaq Ibrahim, Al-Muhazab Fi Fiqh of Imam Al-Shafi'i (Isa al-Babi, 1343 AH), 2/27

الشيرازي، أبو اسحاق إبراهيم، المهذب في فقة الإمام الشافعي (عيسىٰ البابي، 1343ھ)، 27/2

[29] Damad Effendi, Majma al-Anhar fi Sharh Multaqi al-Abhar, 1/428

داماد آفندی، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، 428/1

[30] Ibn Rushd, Badayat al-Mujtahid, 3/83

ابن رشد، بداية المجتهد، 83/3

[31] Ibn Hazm, Abu Muhammad Ali Ibn Ahmad, al-Mahli al-Athar (Beirut: Dar al-Fikr), 9/486

ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد، المحلى بالآثار (بيروت: دار الفكر، س ن)، 486/9

[32] Ibn Hazm, Abu Muhammad Ali Ibn Ahmad, al-Mahli al-Athar, 9/502

ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد، المحلى بالآثار، 502/9

[33] Ibn Hazm, Abu Muhammad Ali Ibn Ahmad, al-Mahli al-Athar, 9/502

ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد، المحلى بالآثار، 502/9

[34] Al-Bayhaqi, Ahmad bin Al-Husayn bin Ali, Al-Sunan Al-Kubara (Beirut, Lebanon: Dar Al-Kutub Al-Al-Alamiya, Al-Tabbah: Al-Taba, 1424 AH - 2003 AD), 7/593

البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى (بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة: الثالثة، 1424هـ-2003م)، 593/7

[35] Ibn Hammam, Fateh al-Qadr, 4/147

ابن ہمام، فتح القدر، 147/4